علم ودانش کا جمال باصفا رخصت ہوا
نرم خوئی کا وہ دل کش آئینہ رخصت ہوا

اسلامی عربی، اُردو کے ہنرمند ومایہ ناز اہل قلم

حضرت مولانا وعلّامہ جمال احمد صاحب، بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۵۹ھ/۱۹۳۰ء.............................۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء

استاذِ تفسیر وأدب ام المدارس دارالعلوم دیوبند

از قلم

مفتی محمد عامر کانپوری عفی عنہ

استاذ جامعہ محمودیہ اشرف العلوم اشرف آباد جاجموٗ، کانپور

اسلامی عربی اُردو کے ہنرمند و مایہ ناز اہل قلم

حضرت مولانا وعلاّمہ جمال احمد صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۳۰ء.........................۲۰۱۹ء

استاذ تفسیر وأدب ام المدارس دارالعلوم دیوبند

کون سا جھونکا بجھا دے گا کسے معلوم؟
زندگی کی شمع روشن ہے ہوا کے سامنے

سہ شنبہ بروز منگل کو قدرت الٰہی کا فیصلہ آیا اور اپنے اکابر کی ایک کڑی کو اپنے آغوش میں لے چل بسا، ہر سمت اندھیرا ہی اندھیرا ہوگیا، ہر چہرے اداس ہوگئے، ہر محفلیں رنج وغم میں ڈوبی گئیں، نہ جانے اب کس کی باری ہے۔ دارالعلوم میں، شہر دیوبند میں اور قرب وجوار کے تمام شہر ودیہات میں جس نے جہاں یہ خبر سنی وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا، پر ہر انسان قدرت کے آگے مجبور ہے، وقت موعود یقینی ہے، ہر ایک کو آنی ہے۔ علامہ موصوف کی وفات کی خبر نے لوگوں کو بتا دیا کہ بلبل اسلام، جو برسوں سے دارالعلوم میں اس کے طلبہ واساتذہ کو نیز قرب وجوار کو، بلکہ پورے عالم اسلام کو اسلامی شریعت وحکمت اور علم وعرفاں کی اپنی شیریں اور مشک وعنبر سے دھلی ہوئی زبان وقلم سے حدی خوانی کرتے رہے، اب وہ اس دنیا میں نہیں رہے، حضرت علامہ عالم فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

ولادت باسعادت: حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ کی ولادت برٹش گورنمنٹ کے دورِ حکومت میں ۱۹۳۰ء بلند شہر میں ہوئی، آپ کی عمر تقریباً ۸۱ برس تھی، آپ شریف اور معزز گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔

تعلیم کا آغاز: ابتدائی تعلیم مختلف مدارس سے حاصل کرتے ہوئے پنجم کے سال از ہر ہند ''دارالعلوم دیوبند'' میں داخلہ لیکر اس کے چشمہائے فیض رواں اور منتہائے علوم بے کراں سے اپنی علمی تشنگی بجھائی۔اور ۱۹۵۶ میں شیخ العرف والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ (سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند) سے بخاری از اوّل تا آخر پڑھی گویا کہ حضرت مرحوم دارالعلوم کے اساتذہ میں تادم آخران چار حضرات استاذ محترم بحر العلوم، حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی، حضرت مولانا بلال اصغر صاحب دیوبندی اورحضرت علامہ قمر الدین صاحب بلیاوی مدظلہم العالی اورایک خود حضرت مرحوم میں سے ایک تھے جن کو حضرت شیخ الاسلام کے سامنے زانوئے تلمذتہہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

دارالعلوم سے وابستگی اوروھاں تدریسی کاروان

کاروان: حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ کی دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت استاذ تقرری ۱۹۸۶ میں ہوئی اور تادم حیات اس فرض منصبی کو بحسن خوبی ودل جمعی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔لاکھوں طلبہ وعلماء کو فیض پہنچاتے رہے اوراس کا صلہ انشاء اللہ آخرت میں خوب ملے گا۔آپؒ نے دارالعلوم میں ۳۴سال درس وتدریس کی خدمت انجام دی اوراس اثناء میں متعدد چھوٹی وبڑی کتابیں پڑھاتے رہے۔کتب متداولہ میں سے تفسیر وفقہ کی متعدد کتابیں آپ سے متعلق رہیں، جن میں ہدایہ،جلالین،قرآن شریف کا ترجمہ،مقامات حریری،حسامی وغیرہ ہیں۔

تصنیف وتالیف: دارالعلوم میں درس کاروان جاری رکھتے ہوئے، آپ کے گہربار قلم سے مختلف،قیمتی وعلمی شروحات منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئیں۔(۱) فقہ حنفی

کی مشہور معروف متداول کتاب ہدایہ کی شرح جو سلیس زبان۔ واضح تشریحات اور عمدہ ترتیب کے ساتھ مقبول نظر ہے (۲) فقہ حنفی کی اصول پر مایہ ناز کتاب حسامی کی شرح جو اپنے انداز و گفتگو میں نکات وفوائد میں، اصول وضوابط میں اور تسہیل وترتیب میں بے نظیر و بے مثال ہے۔ جو اب تک طلبہ میں منظور نظر ہے اور دستگیر ہے۔ (۳) علامہ حریریؒ کی کتاب مقامات حریری کی شرح، جو اپنے بامحاورہ ترجمہ، عمدہ تعبیرات، پیچیدہ کا مغلق ترکیبوں کے حل، نئے وپرانے الفاظ کے تشریح وتوضیح کے ساتھ اور دل نشی وضاحت کے ساتھ ہر مدرس کے حلقہ میں، ہر طلبہ کی نظر میں مقبول عام ہوئی۔ (۴) علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور (علامہ جلال الدین محلی دو استاذ وشاگرد رحمۃ اللہ علیہما) کی مایہ ناز تفسیر (جلالین شریف کی شرح جمالین جو ظاہری وباطنی دونوں اعتبار سے ایک لازوال علمی سرمایہ ہے۔ اس کتاب کو جس انوکھے البیلی فنی اور وسعت علمی کے سانچے میں ڈھالی گئی ہے اور ندرت وبالغ نظری کے پیرائے میں لکھی گئی ہے، وہ یقیناً علامہ موصوف کے دریائے علم اور بحر عرفاں کی غمازی کرتی ہے، جس کا صلہ تاقیامت علامہ موصوف کو ملتا رہے گا، ان کا درجہ بلند ہوتا رہے گا۔ (۵) ''قرۃ العینین'' آپؒ نے سہل انداز میں، عام فہم میں جلالین کا معنی خیز، اور مفہوم آمیز اور مثل جامِ جہاں نما ترجمہ کیا، جو آج بھی علمی حلقوں میں کافی مشہور ہے۔ یہ دونوں کتابیں برصغیر کے ہر مکتبہ فکر میں مقبول ہوئی۔ ان کے علاوہ آپ کے علمی آبشارے سے اور بھی کئی دوسری درسی وغیر درسی آب جوئیں جاری ہوئیں۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سوگئے داستاں کہتے کہتے

وفات: موت سب سے بڑی سچائی اور سب سے تلخ حقیقت ہے۔اس کے بارے میں انسانی ذہن ہمیشہ سوچتا رہا ہے، سوال قائم کرتا رہا ہے، دوسروں کو قصوروار ٹھہراتا رہا ہے؛ لیکن یہ ایک ایسا معمہ ہے، جو نہ سمجھ میں آتا ہے اور نہ ہی حل ہوتا ہے۔علامہ جمال صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معمہ درپیش آیا، ایک طویل علالت کے بعد میرٹھ کے اسپتال میں ۱۸؍ستمبر بروز جمعرات کو عالم فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرما گئے اور پرنم آنکھوں کے ساتھ، دل کے رنجیدہ وافسردہ طبیعتوں کے ساتھ قاسمی قبرستان میں سپرد خاک ہوئے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"۔

جنہیں اب گردش افلاک پیدا کر نہیں سکتی
کچھ ایسی ہستیاں بھی دفن ہیں گورغریباں میں

☆☆

موت سے کس کو رستگاری ہے؟
آج ان کی ، تو کل ہماری باری ہے

اللہ جل جلالہ سے امید ہے کہ وہ حضرتؒ کے چھوڑے ہوئے علمی کارناموں کو تا قیامِ قیامت باقی رکھیں گے اور ان کو حضرت کی مغفرت اور آخرت میں بلند مرتبت کا ذریعہ بنائیں گے۔آمین